۲ قرأت خلف الامام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ۔ {صحیح بخاری وصحیح مسلم عن عبادۃ بن صامتؓ}	جو شخص سورۂ فاتحہ نہیں پڑھتا اُس کی صلوٰۃ نہیں ہوتی۔

یہ حدیث بالکل عام ہے۔ اس میں منفرد، امام، مقتدی مرد اور عورت سب شامل ہیں، کسی کو مستثنےٰ نہیں کیا گیا۔

بعض لوگ اس حدیث سے مقتدی کو مستثنےٰ کرتے ہیں۔ حالانکہ اگر حدیث کا شانِ نزول دیکھا جائے تو اس حدیث کے مخاطب ہی مقتدی ہیں، پھر یہ کس طرح ممکن ہے کہ جو مخاطب ہوں وہی مستثنےٰ کر دیئے جائیں؟

حدیث مذکور کا شانِ نزول درجِ ذیل ہے۔ اس کے راوی

بھی حضرت عبادہ بن صامتؓ ہی ہیں۔

عن عبادة بن الصامتؓ	حضرت عبادہ بن صامتؓ
قال کنا خلف رسول الله	کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ
صلی الله علیه وسلم فی	علیہ وسلم کے پیچھے صلوۃ فجر پڑھ
صلوٰة الفجر فقرأ رسول	رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ
الله صلی الله علیه وسلم	وسلم نے قرأت کی تو آپ پر
فثقلت علیه القراءة	قرأت کرنا بھاری ہوگیا۔ پھر
فلما فرغ قال لعلکم	جب آپؐ صلوۃ سے فارغ ہوئے
تقرءون خلف امامکم	تو فرمایا" شاید تم اپنے امام کے
قلنا نعم هذا یا رسول	پیچھے بھی پڑھتے ہو؟" ہم نے
الله صلی الله علیه وسلم	کہا" ہاں یا رسول اللہ جلدی
قال لا تفعلوا الا بفاتحة	جلدی پڑھ لیتے ہیں" رسول
الکتاب فانه لا صلوٰة	اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لمن لم يقرأ بها (رواه ابو داود۔	"سوائے سورۂ فاتحہ کے اور
سکت علیہ المنذری حسنہ الترمذی وصححہ ابو داؤد	کچھ مت پڑھا کرو، کیونکہ
دار القطنی وابن حبان الحاکم احمد محمد شاکر وتعلیقات	بغیر سورۂ فاتحہ کے صلوٰۃ
احمد محمد شاکر علی الترمذی) وقال البیہقی ہذا	نہیں ہوتی۔"

اسناد صحیح ورواتہ ثقات (کتاب القراءۃ للبیہقی ص۱۴۲)}

وفی روایۃ هل تقرءون اذا	دوسری روایت میں ہے کہ
جهرت بالقراءۃ فقال	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بعضنا انا نصنع ذلك	نے پوچھا "کیا تم ایسی حالت
قال فلا وانا اقول مالی	میں کہ میں بلند آواز سے قرأت
ینازعنی القرآن فلا	کرتا ہوں پڑھتے ہو؟" ہم میں
تقرءوا بشئ من القرآن	سے کسی نے کہا ہم ایسا کرتے ہیں
اذا جهرت الا بام	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
القرآن۔ (رواه ابو داؤد	فرمایا "میں کہتا تھا کیوں مجھ

والدارقطنی وقال الدارقطنی ھذا اسناد حسن ورجالہ ثقات کلھم (دارقطنی جلد اول ص۱۲۰)} {نوٹ: نافع بن محمود کو امام بیہقی نے بھی ثقہ کہا ہے (کتاب القراءۃ ص۶۳) } امام بخاری کی سند میں نافع بن محمود نہیں ہیں اور اس کی سند حسن ہے (جزء القراءۃ ص۱۸)

سے قرآن میں منازعت کیجارہی ہے۔ جب میں بلند آواز سے قرأت کروں تو قرآن میں سے کچھ نہ پڑھا کرو سوائے سورۂ فاتحہ کے۔"

اس شانِ نزول کو نہ صرف حضرت عبادہؓ نے بلکہ مندرجہ ذیل صحابیوں نے بھی روایت کیا ہے۔

(۱) حضرت انسؓ {رواہ البیہقی فی کتاب القراءۃ ص۴۸ وص۴۹ و رواہ ابو یعلی ...... ورجالہ ثقات (تعلیقات احمد محمد شاکر علی الترمذی) ورواہ البخاری فی جزءہ وسندہ صحیح]

(۲) عن رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم {رواہ البیہقی فی کتاب القراءۃ ص۵۱ وقال ھذا حدیث صحیح ص۵۲ ورواہ احمد ورجالہ رجال الصحیح (تعلیقات احمد محمد شاکر علی الترمذی)}

(۳) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ {رواہ البیہقی فی کتاب القراءۃ ص۵۳ ورواہ البخاری فی جزء القراءۃ ص۱۷ ورواتہ ثقات وسندہ صحیح}

مندرجہ بالا شانِ نزول سے ثابت ہو گیا کہ صحیحین کی حدیث کا خطاب مقتدیوں سے ہے لہٰذا مقتدیوں کو بھی سورۂ فاتحہ پڑھنا فرض ہے، اس کے بغیر صلوٰۃ نہیں ہوگی۔

مقتدی کو سورۂ فاتحہ نہ پڑھنے کے دلائل اور اُن کا تجزیہ

دلیلِ اوّل اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ	جب قرآن پڑھا
فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ	جائے تو غور سے سُنو
اَنْصِتُوْا {الاعراف ۲۰۴}	اور خاموش رہو۔

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ جب امام قرآن مجید تلاوت کرے تو مقتدی کو سُننا اور چُپ رہنا چاہیئے۔

جواب | "مقتدی کی قراءت اور امام کے سکتات" کے عنوان کے تحت ضمیمہ ۳ میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مقتدی کو امام کے سکتات میں سورۂ فاتحہ پڑھنی چاہیئے۔ ایسی صورت میں نہ قرآن مجید کی آیت کی خلاف ورزی ہوتی ہے اور نہ حدیث پاک کی۔ (ضمیمہ ۳ اس کتاب کے صفحات ۳۳۵ تا ۳۵۲ پر ملاحظہ فرمائیں)

دلیل دوم | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

من صلّٰی خلف الامام	جو شخص امام کے پیچھے صلوٰۃ
فان قراءۃ الامام لہ	پڑھے تو امام کی قرأت
قراءۃ {رواہ البیہقی وغیرہ}	مقتدی کی قرأت ہے۔

جواب | یہ حدیث ضعیف ہے، اگر اسے صحیح بھی تسلیم کرلیا جائے تو اس میں اور سورۂ فاتحہ پڑھنے کی حدیث میں کوئی تضاد نہیں ہے، یہ حدیث عام ہے اور سورۂ فاتحہ پڑھنے کی حدیث خاص ہے، عام اور خاص میں کوئی تضاد نہیں ہوتا۔ دونوں حدیثوں کو

ملا کر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مقتدی کو سورۂ فاتحہ تو ہر حال میں پڑھنا ضروری ہے، البتہ دوسری سورت پڑھنا ضروری نہیں، اگر امام بلند آواز سے قرأت کر رہا ہو تو امام کا دوسری سورت پڑھنا مقتدی کے لئے کافی ہوگا۔ امام کی قرأت مقتدی کی قرأت سمجھی جائیگی اور مقتدی کی صلوٰۃ میں کوئی نقص نہیں آئے گا۔

خلاصہ یہ ہوا کہ مقتدی کو سورۂ فاتحہ امام کے سکتوں میں پڑھنی چاہیئے تاکہ قرآن مجید کی آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا کی خلاف ورزی نہ ہو اور ضرور پڑھنی چاہیئے تاکہ حضرت عبادہؓ کی بیان کردہ حدیث کی خلاف ورزی نہ ہو، آیت اور حدیث دونوں پر بہ یک وقت عمل ہوتا ہے۔ جب امام دوسری سورت بلند آواز سے پڑھے تو مقتدی خاموشی سے سنتا ہے، دوسری سورت امام کے سکتوں میں بھی نہ پڑھے، اس صورت میں امام کی قرأت ہی مقتدی کی قرأت سمجھی جائیگی۔ جب امام آہستہ آواز سے قرأت کرے تو مقتدی کو حدیث مندرجہ صفحہ ۳۳۰ کی رُو سے دوسری سورت کے پڑھنے کا جواز نکلتا ہے

(۳) مقتدی کی قرأت اور امام کے سکتات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقتدیوں سے فرماتے ہیں:۔

لا تقرءوا بشیءٍ من	جب میں بلند آواز سے
القرآن اذا جهرت الا	قرأت کروں تو قرآن میں سے
بام القرآن فانه لا صلوٰة	کچھ بھی نہ پڑھو سوائے سورۂ
لمن لم يقرأ بها (رواہ ابوداؤد	فاتحہ کے، اس لئے کہ جو شخص
والدارقطنی وسندہ حسن۔ دارقطنی جزء اول	سورۂ فاتحہ نہ پڑھے
ص۱۲۱) وروی نحوہ البخاری فی جزء القراءة	اس کی صلوٰۃ نہیں ہوتی۔

(ص۱) وسندہ حسن۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مقتدی کو سورۂ فاتحہ ضرور پڑھنی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا {سورۂ اعراف ۲۰۴} جب قرآن پڑھا جائے تو اُس کو غور سے سُنو اور خاموش رہو۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب امام پڑھے تو مقتدی کو خاموش رہنا چاہیئے۔ حدیث میں اس کی مزید وضاحت موجود ہے۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

اِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوْا {صحیح مسلم عن ابی موسٰی الاشعری رض} جب امام پڑھے تو خاموش رہو۔

مندرجہ بالا آیت و احادیث کا خلاصہ یہ ہوا کہ مقتدی کو سُورۂ فاتحہ پڑھنی تو ضرور چاہیئے لیکن ایسی حالت میں نہیں کہ امام بلند آواز سے پڑھ رہا ہو، جب امام بلند آواز سے قرأت کر رہا ہو اُس وقت تو مقتدی کو خاموش رہ کر سُننا چاہیئے نہ کہ پڑھنا۔ اب اگر مقتدی پڑھتا ہے تو سُننے اور

خاموش رہنے کے حکم کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ اور اگر نہیں پڑھتا تو پڑھنے کے حکم کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ ان دونوں حکموں کا تقاضا یہ ہے کہ امام کو کچھ ایسے سکتات کرنے چاہئیں جن میں مقتدی سورۂ فاتحہ پڑھ سکے اور کسی بھی حکم کی خلاف ورزی نہ ہو۔ لیکن سکتات کا مقرر کرنا بھی ہمارا کام نہیں، اس کے لئے بھی دلیل کی ضرورت ہے، الحمدللہ دلیل بھی موجود ہے اور وہ درجِ ذیل ہے:۔

حضرت سمرۃ بن جندبؓ فرماتے ہیں:۔

انہ کان یسکت سکتتین	بیشک رسول اللہ صلی اللہ
اذا استفتح واذا فرغ	علیہ وسلم دو سکتے کرتے تھے،
من القراءۃ کلھا (ووافقہ	ایک اُس وقت جب صلوٰۃ
ابی بن کعبؓ) (رواہ ابوداؤد	شروع کرتے اور ایک اُس وقت
والترمذی، صححہ احمد محمد شاکر فی	جب آپ پوری قرأت سے فارغ

ہوتے {حضرت ابی بن کعبؓ نے حضرت سمُرہ کی تصدیق کی}

تعلیقاً علی الترمذی) قال الحاکم وحدیث سمرة لا یتوہم متوہم ان الحسن لم یسمع من سمرة فانہ قد سمع منہ (المستدرک ۲۱۵/۱)

اب ایک سوال رہ جاتا ہے کہ کیا یہ سکتے مقتدیوں کی قرأت کے لئے ہوتے تھے یا ان کا کوئی اور مقصد تھا، الحمد للہ، اس کا حل بھی حدیث میں موجود ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں :۔

کانوا یقرؤن خلف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا انصت فاذا قرأ لم یقرءوا واذا انصت قرءوا۔	صحابہؓ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اُس وقت پڑھتے تھے جب آپ خاموش رہتے، پھر جب آپ پڑھتے تو صحابہؓ کچھ نہیں پڑھتے تھے اور جب آپ خاموش ہو جاتے تو پھر پڑھتے تھے۔
{رواہ البیہقی فی کتاب القراءة ص۶۹ وصححہ ص۵۵}	

اس حدیث نے وہ پوری کیفیت بتا دی جس کیفیت سے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرامؓ کو سورۂ فاتحہ پڑھنے کی ہدایت کی تھی۔ اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو سکتے کرتے تھے۔ ایک سکتہ قرأت سے پہلے اور دوسرا سکتہ قرأت کے بعد۔ اور ان سکتوں میں صحابۂ کرامؓ سورۂ فاتحہ پڑھ لیا کرتے تھے۔ جس کو پہلا سکتہ مل گیا اُس نے پہلے سکتہ میں پڑھ لی، جس کو پہلا سکتہ نہ ملا اُس نے دوسرے سکتہ میں پڑھ لی۔ سورۂ فاتحہ پڑھنے کے حکم کی تعمیل بھی ہوگئی اور خاموش رہنے کے حکم کی تعمیل بھی ہوگئی۔ نہ کوئی تضاد رہا نہ اختلاف کی گنجائش۔

مندرجہ بالا تحریر سے پورا مسئلہ نکھر کر سامنے آگیا، تاہم بطور شواہد کے ہم اس مسئلہ کے متعلق مزید احادیث و آثار ذیل میں درج کر رہے ہیں۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں فرمایا:۔

من کان مع الامام	جو شخص امام کے ساتھ صلوٰۃ
فلیقرأ بامّ القرآن	پڑھ رہا ہو اُسے چاہیئے کہ جب
قبلہ اذا سکت {رواہ	امام سکتہ کرے تو امام سے پہلے ہی
البیہقی فی کتاب القراءۃ صہ ۵۴}	سورۂ فاتحہ پڑھ لے۔

(۲) دوسری سند میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں فرمایا:۔

من کان مع الامام	جو شخص امام کے ساتھ صلوٰۃ
فلیقرأ قبلہ اذا سکت	پڑھ رہا ہو اُسے چاہیئے کہ جب
{رواہ البیہقی فی کتاب	امام سکتہ کرے تو امام سے پہلے
القراءۃ صہ ۵۴}	ہی سورۂ فاتحہ پڑھ لے۔

یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمرو رضؓ نے روایت کی ہے، اِن ہی سے صحابۂ کرامؓ کے سورۂ فاتحہ پڑھنے کی حدیث صحیح سند سے صہ ۳۳۸ پر گذر چکی ہے۔

ان دونوں سندوں میں سے پہلی سند میں عمرو بن شعیب سے روایت کرنے والے مثنی بن الصباح ہیں۔ دوسری سند میں عمرو بن شعیب سے روایت کرنے والے ابن لہیعہ ہیں۔ مثنی بن الصباح اور ابن لہیعہ صرف ضعفِ حافظہ کی وجہ سے ضعیف مانے جاتے ہیں لیکن دونوں سچّے ہیں۔ کیونکہ دونوں نے عمرو بن شعیب سے متفق طور پر ایک ہی بات بیان کی ہے لہٰذا بھول کا خدشہ کالعدم ہوگیا۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ دونوں بھول کر ایک ہی بات کہیں، لہٰذا ضعف دُور ہوگیا اور حدیث ثابت ہوگئی۔

صحابۂ کرامؓ کا طرزِ عمل

صحابۂ کرامؓ جب مقتدی ہوتے تھے تو سُورۂ فاتحہ کس طرح پڑھتے تھے، اس کا ذکر اُوپر ہو چکا ہے۔

صحابۂ کرامؓ میں سے جب کوئی امامت کرتا تھا تو وہ مقتدیوں

کی قرأت کیلئے کیا رعایت کرتا تھا، اس کا بیان مندرجہ ذیل روایت میں ملاحظہ فرمائیے:۔

حضرت عبداللہ بن عثمان بن خثیمؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ تابعی سے پوچھا "کیا میں امام کے پیچھے قراءت کروں؟"

حضرت سعیدؒ نے فرمایا:۔

نعم وان سمعت قراءتہ	ہاں! اگرچہ تم اُس کی قرأت
انھم قد احدثوا مالم	سُنو۔ بیشک ان لوگوں نے
یکونوا یصنعونہ ان	بدعت نکال لی ہے (کہ سکتہ
السلف کان اذا ام احدھم	نہیں کرتے) سلف یہ کام
الناس کبر ثم انصت	نہیں کرتے تھے، بیشک سلف
حتی یظن ان من خلفہ	(یعنی صحابۂ کرامؓ) میں سے جب
قرأ فاتحۃ الکتاب ثم قرأ	کوئی لوگوں کی امامت کرتا
فانصتوا {جزء القراءۃ للامام	تھا تو اللہ اکبر کہہ کر خاموش

ہو جاتا تھا، یہاں تک کہ جب اُسے یقین ہو جاتا تھا کہ اب ہر مقتدی نے سُورۂ فاتحہ پڑھ لی ہو گی تو پھر وہ قرأت شروع کرتا تھا، پھر مقتدی خاموش ہو جایا کرتے تھے۔

{ البخاری ص۲۶ رواتہ ثقات وسندہ حسن و روی عبدالرزاق نحوہٗ وسندہٗ صحیح۔ مصنف عبدالرزاق جلد۲ ص۱۳۴ }

اس روایت سے ثابت ہو گیا کہ صحابۂ کرامؓ کے درمیان اس بات میں کوئی اختلاف نہیں تھا کہ مقتدی سُورۂ فاتحہ امام کے سکتہ میں پڑھے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں :۔

اقرؤا اذا سکتوا و اسکتوا اذا قرؤا

جب امام خاموش ہوں تو تم پڑھا کرو اور جب وہ پڑھیں تو تم خاموش ہو جایا کرو۔

{ رواہ البیہقی فی کتاب القراءۃ ص۲۶ وسندہ حسن }

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں :۔

للامام سكتتان فاغتنموا	امام کے دو سکتے ہوتے ہیں.
القراءة فيهما بفاتحة الكتاب	ان دونوں میں سورۂ فاتحہ
{جزء القراءة للبخاری ص۶۳ وسندہ حسن}	کی قرأت کو لوٹ لو۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ کے متعلق مروی ہے کہ :۔

كان يقرأ خلف رسول	وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
الله صلى الله عليه وسلم اذا	کے پیچھے قرأت کرتے تھے جب
انصت فاذا قرأ لم يقرأ	آپ خاموش ہوتے تھے لیکن جب
فاذا انصت قرأ {كتاب القراءة	آپ پڑھتے تو وہ کچھ نہیں پڑھتے
للبیہقی ص۸۶ وسندہ حسن}	تھے، پھر جب آپ خاموش
	ہوتے تو وہ پڑھتے تھے

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں :۔

اذا قرأ الامام بام القرآن	جب امام سورۂ فاتحہ پڑھے

فاقرأبها واسبقه [جزء القراءة للبخاری ص۵۵ و ص۶۲ وسندہ صحیح}	تو تم بھی سورۃ فاتحہ پڑھو اور اُس سے پہلے پڑھ لو۔

حضرت ابو سلمہؒ تابعی نے حضرت ابو ہریرہؓ کی موجودگی میں فرمایا:

للامام سکتتان فاغتنموهما {کتاب القراءۃ للبیہقی ص۶۱ وفی جزء القراءۃ للبخاری ص۲۳ "فاغتنموا القراءۃ فیهما بفاتحة الکتاب (وسندہ صحیح)	امام کے دو سکتے ہوتے ہیں انہیں لُوٹ لو ، یعنی ان دونوں میں سورۃ فاتحہ پڑھ لیا کرو۔

امام عروہ تابعی فرماتے ہیں:-

اقرءوا فیما یسکت الامام و اسکتوا فیما جهر [جزء القراءۃ للبخاری ص۱۶ وسندہ حسن] اقرءوا فی سکتة الامام [کتاب القراءۃ للبیہقی ص۱۰]	امام کے سکتہ کی حالت میں پڑھو اور جس وقت وہ جہر سے قرأت کرے تو خاموش رہو۔

حضرت میمون بن مہرانؒ، حضرت ابو سلمہؒ، حضرت سعید بن

جبیرؒ وغیرہم کے متعلق امام بخاریؒ فرماتے ہیں :۔

کان.... یرون القراءۃ عند سکوت الامام۔	یہ سب امام کے سکتہ میں قرأت کو ضروری سمجھتے تھے۔

{جزء القراءۃ ص۱۱}

مشہور تابعی امام حضرت عطاءؒ فرماتے ہیں :۔

اذا کان الامام یجھر فلیبادر بقراءۃ ام القرآن اولیقرأ بعد مایسکت فاذا قرأ فلینصت کما قال اللہ عزوجل {جزء القراءۃ للبخاری ص۲۱ ومصنف عبدالرزاق ۲/۱۳۳ وسندہ صحیح}	جب امام جہری قرأت کرے تو مقتدی کو (امام سے پہلے) جلدی سے سورۂ فاتحہ پڑھ لینی چاہیئے یا مقتدی اُس وقت سورۂ فاتحہ پڑھے جب امام قرأت کے بعد سکتہ کرے البتہ جب امام پڑھے تو مقتدی کو خاموش ہو جانا چاہیئے جیسا کہ اللہ عزوجل کا ارشاد گرامی ہے۔

امام بخاریؒ فرماتے ہیں :۔

نقول یقرأ خلف الامام عند	ہم کہتے ہیں کہ (مقتدی) امام کے
السکتات {جزء القراءۃ ص١١}	سکتوں میں پڑھے۔

اور نہ صرف مندرجہ بالا ائمۂ کرام بلکہ تمام محدثین ضروری سمجھتے تھے کہ مقتدی امام کے سکتات میں پڑھے۔

امام ترمذیؒ لکھتے ہیں:۔

واختار اصحاب الحدیث	محدثین نے اسی بات کو اختیار کیا ہے
ان لا یقرأ الرجل اذا جھر	کہ جب امام بلند آواز سے قرأت کرے تو
الامام بالقراءۃ وقالوا	مقتدی کچھ نہ پڑھے، محدثین کہتے ہیں
یتبع سکتات الامام۔	کہ امام کے سکتات کی متابعت
{ترمذی باب ما جاء فی ترک القراءۃ خلف الامام} ج١ ص٤٢	کرے (یعنی سکتات میں پڑھے)

خلاصہ | مندرجہ بالا مباحث کا خلاصہ یہ ہوا کہ:۔

١۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو سکتے کیا کرتے تھے۔

٢۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سکتہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کا

حکم دیا کرتے تھے۔

۳۔ صحابۂ کرامؓ سکتوں میں سورۂ فاتحہ پڑھا کرتے تھے۔

۴۔ صحابۂ کرامؓ جب امامت کرتے تھے تو قرأت شروع کرنے سے پہلے مقتدیوں کو سورۂ فاتحہ پڑھنے کے لئے کافی وقفہ دیا کرتے تھے۔

۵۔ امام کا تکبیر تحریمہ کے بعد بہت جلد قرأت شروع کرنا بدعت ہے۔

نوٹ:۔ صحابہ اور تابعین کا عمل تسلسل بتانے کیلئے پیش کیا گیا ہے نہ کہ بطور دلیل کے۔

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو سکتے

حضرت سمرہ بن جندبؓ کہتے ہیں:۔

انہ کان یسکت سکتتین اذا استفتح واذا فرغ من القراءة کلھا (رواہ ابوداؤد والترمذی وصححہ احمد محمد شاکر فی تعلیقاتہ	بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو سکتے کرتے تھے ایک اُس وقت جب صلوٰۃ شروع کرتے، دوسرا اُس وقت جب پوری

علی الترمذی) وفی روایۃ ابی داؤد	قرأت سے فارغ ہوتے یعنی
"سکتۃ اذا کبر الامام	جب سُورۂ فاتحہ اور
حتی یقرأ وسکتۃ اذا فرغ	دوسری سُورۃ سے فارغ ہوکر
من فاتحۃ الکتاب وسورۃ	رکوع کرتے تو رکوع سے
عند الرّکوع"	پہلے سکتہ کرتے تھے۔

اس مسئلہ کی مزید تحقیق "مقتدی کی قرأت اور امام کے سکتات" کے عنوان سے بیان ہو چکی ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ دونوں سکتے سُنّت ہیں۔ یہی وہ سکتے ہیں جن میں مقتدی سُورۂ فاتحہ پڑھتے ہیں لیکن افسوس ہے کہ آج کل یہ سکتے متروک ہیں۔ پہلا سکتہ بہت سے امام اب بھی کرتے ہیں لیکن برائے نام، دوسرا سکتہ تو تقریباً مفقود ہے۔

حضرت سمرہؓ کی مذکورہ بالا حدیث کی بعض سندوں میں دوسرا سکتہ سُورۂ فاتحہ کے بعد بیان کیا گیا ہے، لیکن وہ صحیح نہیں۔

ص ۳۵۱ پر اس حدیث کا شجرۂ اسناد اور متعلقہ متون بیان کئے گئے ہیں، پھر ص ۳۵۲ پر ان متون کا جائزہ لیا گیا ہے، جس سے اس بات کو سمجھنے میں بڑی آسانی ہوگی کہ یہ سکتہ عند الرّکوع تھا۔

نوٹ :- مذکورہ بالا دو سکتے پہلی رکعت میں کئے جاتے ہیں۔ دوسری رکعت میں صرف قرأت کے بعد سکتہ کیا جاتا ہے۔ قرأت سے پہلے سکتہ نہیں کیا جاتا[1]

[1] کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا نھض من (وفی روایۃ ابی عوانۃ "فی") الرکعۃ الثانیۃ استفتح القراءۃ بالحمد للہ رب العالمین ولم یسکت (صحیح مسلم)

سمرۃ بن جندبؓ

- امام حسن بصریؒ
  - اشعثؒ — واذا فرغ من القراءۃ کلہا (ابو داؤد ج ۱ ص ۱۱۳) (س)
  - یونسؒ
    - یزید بن زریعؒ — واذا فرغ من قراءۃ السورۃ (مسند احمد فتح ربانی ج ۳ ص ۱۶۵) (س)
    - اسمٰعیلؒ
      - حسین بن سعیدؒ — وسکتۃ اذا فرغ من قراءۃ فاتحۃ الکتاب۔ (دارقطنی ج ۱ ص ۱۲۸) (ت)
      - علی بن اشکابؒ — وسکتۃ عند الرکوع (ابن ماجہ ج ۱ ص ۶۱) (س)
      - محمد بن خالدؒ — وسکتۃ عند الرکوع (ابن ماجہ ج ۱ ص ۶۱) (س)
      - یعقوبؒ — وسکتۃ اذا فرغ من فاتحۃ الکتاب وسورۃ عند الرکوع (ابو داؤد ج ۱ ص ۱۲۰) (س)
    - ہشیمؒ — واذا قال ولا الضالین سکت ایضا (مسند احمد فتح ربانی ج ۳ ص ۱۶۵) (ت)
  - منصورؒ
    - ہشیمؒ — اذا قال ولا الضالین سکت ایضا (مسند احمد فتح ربانی ج ۳ ص ۱۶۵) (ت)
  - قتادہؒ
    - سعیدؒ
      - عبد الاعلٰیؒ — واذا فرغ من القراءۃ (ابو داؤد ج ۱ ص ۱۲۰، ترمذی ج ۱ ص ۳۵، ابن ماجہ ج ۱ ص ۶۱) والاخری حین یفرغ من القراءۃ عند الرکوع (بیہقی ج ۲) (س)
      - یزید بن زریعؒ
        - محمد بن منہالؒ — واذا فرغ من قراءۃ السورۃ (بیہقی ج ۲) (س)
        - عفانؒ — اذا فرغ من قراءۃ السورۃ۔ (مسند احمد بلوغ الامانی ج ۳ ص ۱۶۵) (س)
        - مسددؒ
          - امام بخاریؒ — وسکتۃ اذا فرغ من قراءتہ (جزء القراءۃ ص ۲۳) (س)
          - امام ابو داؤدؒ — وسکتۃ اذا فرغ من قراءۃ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین (ابو داؤد ج ۱ ص ۱۲۰) (س)
        - محمد بن عبد اللہ بن بزیعؒ — اذا فرغ من قراءتہ (حاکم جز ۱ ص ۲۱۵) (س)
      - یحیٰی بن ابراہیمؒ — والاخری حین یفرغ من القراءۃ عند الرکوع (بیہقی ج ۲) (س)
  - حمیدؒ — وسکتۃ اذا فرغ من السورۃ الثانیۃ قبل ان یرکع۔ (مسند امام احمد، فتح الربانی ج ۳ ص ۱۶۵) وروی البخاری فی جزء القراءۃ نحوہا (س)

صفحۂ ماقبل پر جو شجرہ دیا گیا ہے اُس کا جائزہ

(س) = سُورت کے بعد

(ف) = فاتحہ کے بعد

(س) کی تعداد = ۱۲

(ف) کی تعداد = ۴

(۱) اسمٰعیلؒ کے چار شاگردوں میں سے تین ۳ شاگردوں نے دوسرا سکتہ سورت کے بعد روایت کیا ہے اور صرف ایک نے فاتحہ کے بعد۔ لہٰذا سُورت کے بعد ہی صحیح ہے اور اسمٰعیلؒ سے یہی ثابت ہے۔

(۲) یونسؒ کے شاگردوں میں سے اسمٰعیلؒ اور یزیدؒ نے دوسرا سکتہ سُورت کے بعد روایت کیا ہے اور صرف ہشیمؒ نے فاتحہ کے بعد۔ لہٰذا یونسؒ سے دوسرا سکتہ سُورت کے بعد

ثابت ہوا۔

(۳) یزید بن زریع کے سلسلۂ اسناد میں عفانؒ، محمد بن منہالؒ محمد بن عبداللہ اور امام بخاریؒ نے دوسرا سکتہ سورت کے بعد روایت کیا ہے اور صرف ایک شاگرد نے فاتحہ کے بعد۔ لہٰذا یزید بن زریعؒ سے بھی ثابت ہوا کہ دوسرا سکتہ سورت کے بعد تھا۔

(۴) سعیدؒ کے تینوں شاگرد، یزید بن زریع، عبدالاعلیٰ اور مکی بن ابراہیمؒ سورت کے بعد سکتہ کرنے پر متفق ہیں؛ لہٰذا سعیدؒ سے اور پھر قتادہؒ سے دوسرا سکتہ سورت کے بعد ثابت ہوا۔

(۵) امام حسن بصریؒ کے پانچ شاگردوں میں سے اشعثؒ اور یونسؒ (جیسا کہ اوپر ثابت ہوا) حمیدؒ اور قتادہؒ (جیسا کہ اوپر ثابت ہوا) یعنی چار شاگردوں نے دوسرا سکتہ سورت کے بعد روایت کیا ہے اور صرف ایک شاگرد منصورؒ نے فاتحہ

کے بعد اور غالبًا یہ غلطی منصور کی نہیں بلکہ ہشیم رح کی ہے جنہوں نے یونس رح سے روایت کرنے میں بھی بالکل یہی غلطی کی ہے۔ اور دوسرے دو شاگردوں کے خلاف روایت کیا ہے۔ لہٰذا یہ کہنا صحیح ہے کہ امام حسن بصریؒ کے تمام شاگرد سورت کے بعد سکتہ کی روایت پر متفق ہیں۔

نتیجہ مندرجہ بالا بحث کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس حدیث میں دوسرے سکتہ کا محل سورت کے بعد ہے، نہ کہ سورۂ فاتحہ کے بعد۔

